نظم "تصویرِ درد" کا تنقیدی جائزہ

اقبال کی شہرت کی ابتدا ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔ جب انہوں نے حمایت الاسلام لاہور کے جلسوں میں اپنی نظمیں "نالہ یتیم" اور "ہمالہ" پڑھی تھیں۔ ان کے ابتدائی زمانے کے کلام میں وطن پرستی کا غلبہ ہے اسی وجہ سے وہ بہت جلد ہندوستان میں وطنی شاعر کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ اقبال نے وطنیت کے جذبے سے سرشار ہو کر بہت سی نظمیں کہیں ہیں لیکن ان میں "تصویرِ درد" سب سے نمایاں اور اہم نظم ہے۔ یہ ان کی آخری نظم ہے جو وطن کے جذبے سے معمور ہے۔ اس نظم کے ہر بند میں ان کی ہندوستان سے محبت اور اس کا درد ظاہر ہوتا ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے اس نظم کا شمار "ترکیب بند" میں ہوتا ہے۔ یہ ایک قدیم صنف سخن ہے۔

"تصویرِ درد" جذبہ حب الوطنی پر مبنی ڈاکٹر علامہ اقبال کی ایک شاہکار نظم ہے۔ اناسی اشعار اور آٹھ بندوں پر مشتمل اقبال کی یہ نظم ان کے پہلے مجموعۂ کلام "بانگ درا" میں شامل ہے یہ نظم کسی مخصوص ہیئت کے تحت نہیں لکھی گئی ہے۔ کیونکہ صرف دو چار بندوں کو چھوڑ کر باقی بندوں کے اشعار کی تعداد یکساں نہیں ہے۔

نظم "تصویرِ درد" اقبال کے اس عہد کی تخلیق ہے جب ان پر وطن پروری کا جذبہ غالب تھا۔ وطن پروری پر اس سے بہتر کوئی دوسری نظم اردو میں نہیں لکھی گئی۔ یہ دلکش نظم اقبال نے ۱۹۰۴ء کے آغاز میں لکھی تھی جب ان کی عمر تقریباً

تیس برس تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نظم میں جوانی کا جوش، جذبہ اور رنگ نمایاں ہے۔ اس نظم میں اقبال ایک وطن پرور کی شکل میں سامنے آتے ہیں اور جو رنگ ان کی وطن پروری پر مبنی دیگر نظموں مثلاً "نیا شوالہ" اور "ترانۂ ہندی" میں پایا جاتا ہے۔ وہی رنگ پوری شدت کے ساتھ اس نظم میں نظر آتا ہے۔ اس نظم میں اقبال نے دِل کھول کر اہل وطن کی حوصلہ پستی، خود غرضی اور نفاق انگیز روش پر نوحہ خوانی کی ہے۔ اور اپنے وطن ہندوستان کی حالتِ زار پر شدید رنج والم کا اظہار کیا ہے

اپنی اس نظم میں اقبال نے اپنی قوم کو صاف الفاظ میں کہا ہے کہ اس دنیا میں تمہارے دوست کم اور دشمن بہت زیادہ ہیں۔ تمہارے دشمن تمہاری بربادی کے مشورے کر رہے ہیں۔ تمہیں خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنے وطن کی فکر میں سرگرم رہنا ہوگا۔ تمہیں اپنے وطن کی حفاظت کے لیئے آپسی بھائی چارے اور اتحاد کو قائم رکھنا ہوگا۔ اس نظم سے اقبال کی وطن دوستی کے ساتھ ساتھ انسانی دوستی کا نظریہ بھی سامنے آتا ہے۔ اقبال محبت کو ایک عالم گیر شئے تسلیم کرتے ہیں۔ اس نظم کے ذریعے اقبال نے ہندوستانیوں کے دلوں میں جذبہ حب الوطنی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ موضوع اور فکر و خیال کے علاوہ یہ نظم بہترین شاعرانہ خوبیوں سے مالا مال ہے

اقبال کی شاعرانہ فنکاری کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے

الفاظ کے انتخاب اور ان کی ترتیب و تنظیم کا اس نظم میں بھرپور مظاہرہ کیا ہے - یہ نظم اس کا ایک نادر نمونہ ہے - مواد کے اعتبار سے اس نظم میں وطنی جذبات کی پرخلوص ترجمانی، حسن تعلیل کی بہترین آمیزش پائی جاتی ہے - سلاست و بلاغت، وحدتِ اثر اور خیال کی مرکزیت پوری نظم میں قائم رہتی ہے - نظم آغاز سے اختتام تک ارتقائی منازل طے کرنے کے عمل میں روانی برقرار رکھتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال نے کس سرشاری کے عالم میں یہ نظم تخلیق کی ہے - نظم میں ذیلی خیالات، مرکزی خیالات کے ساتھ اس طرح پیوست ہیں کہ ان پر ضرورت سے زیادہ ہونے کا گمان نہیں ہوتا - یہ نظم پڑھنے کے بعد جو تاثر پیدا ہوتا ہے وہ محض وقتی نہیں بلکہ دیرپا ہوتا ہے اور دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے -

اس نظم کے پہلے بند میں "تمہید" کا انداز ہے - دوسرے بند میں اقبال نے اپنی شخصیت کو واضح کیا ہے کہ وہ کیا ہیں وہ بظاہر خود سے متعلق بیان کر رہے ہیں - تیسرے بند میں اقبال گریز کرتے ہوئے ہندوستانیوں سے مخاطب ہوتے ہیں چوتھے بند میں بلا کا جوش ہے - عزم و یقین اور حب الوطنی کا والہانہ اظہار ہے - مختلف صنائع و بدائع اور علامتوں کے ذریعے یہ اظہار عمل میں لایا ہے جس سے ان کی فنِ شاعری میں مہارت اور بیان میں ندرت جیسے اوصاف نمایاں ہوئے ہیں - پانچویں بند میں اقبال نے تعصب کے خلاف آواز بلند کی ہے - اور دنیا کے تمام انسانوں سے

محبت کرنے کا درس دیا ہے چھٹا بند، پانچویں بند کی توضیح ہے یعنی
چھٹے بند میں بھی آپسی محبت اور بھائی چارے کا درس دیا ہے -
ساتویں بند میں اقبال اپنے جذبہ محبت کا فیضان بیان کرتے ہیں
اور مسلمانوں سے تاکید کرتے ہیں کہ وہ بھی یہ جذبہ اپنے دلوں میں
پیدا کریں - آٹھویں بند میں اقبال محبت کی مختلف تاویلیں بیان کرتے
ہیں - نظم کے آخر میں پھر آخری مرتبہ اقبال اہلِ وطن کو مشورہ
دیتے ہیں کہ وہ متحد ہو کر آزادی کے لیئے جدوجہد کریں -

ڈاکٹر اقبال قومی یکجہتی اور آپسی بھائی چارے کے
علمبردار کی حیثیت سے ہمارے سامنے رونما ہوتے ہیں - دراصل اقبال
کا عہد محکومیت اور غلامی کا عہد رہا ہے اور اُس وقت پورے
ہندوستان پر انگریزی سامراج کا تسلط قائم تھا اور ہندوستانی
عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی - انگریز سامراج اپنی چالاکیوں
سے یہاں کی قوم کے مابین مذہب کی بنیاد پر پھوٹ ڈالکر انہیں پوری
طرح اپنے نیچے جھکانے اور اپنے ماتحت رکھنے کی منصوبہ بندی میں
مصروف تھے - اقبال انگریزوں کی اس چالاکی سے آشنا ہو چکے تھے اور
اب وہ اپنی شاعری کے ذریعئے اپنی قوم کو فرقہ وارانہ پالیسیوں سے
آگاہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے - اور اس میں وہ کافی حد تک
کامیاب بھی رہے -

اقبال نے اِس نظم کا عنوان بھی نہایت مناسب منتخب
کیا ہے - اس سے بہتر عنوان ممکن نہیں تھا - چونکہ درد نظم کی روح ہے
اور درد کی تصویر وہی بن سکتا ہے جو بے انتہا درد سے دوچار ہوا ہو
اور اقبال کی کیفیت بھی یہی تھی کہ وہ انتہائے درد سے سراپا درد بن گئے -

تو گویا درد کی تصویر بن گئے۔ اس لیے انہوں نے نہ صرف خود کو تصویر درد بنا کر پیش کیا ہے بلکہ عنوان بھی اس نظم کے لیے یہی تجویز کیا ہے۔
اس نظم میں اقبال ایک وطن پرور کی شکل میں قوم کے سامنے آتے ہیں انھوں نے دل کھول کر اہل وطن کی نفاق انگریز روش پر نوحہ خوانی کی ہے۔ یہ نظم اقبال کی وطن پرورانہ جذبات کا بہترین مرقع ہے۔ اس نظم میں حب الوطنی، قومی یک جہتی اور خواب غفلت شعاری سے بیداری کا جذبہ اس نظم میں مضمر ہے اس کی مثال اُردو نظم میں اور کہیں نہیں ملتی۔